نکاح میں "کفو" کی شرعی حیثیت: نصوص وروایات اور علماو فقہا کی آرا کا مطالعہ

(*Sharīʻah* Status of *Kufv* in Marriage: A Study of Texts, Traditions and Opinions of the Scholars and Jurists)

*محمد امیر حمزہ

** ڈاکٹر محب النبی طاہر

*** ڈاکٹر محمد نواز

Abstract

Islam attaches great importance to equality between men and women in terms of marriage. This article presents a study of the texts, traditions and interpretations of scholars and jurists in this regard. It finds that if the goals of marriage are being achieved without adopting the *Kufv*, then there is no harm in ignoring it, but since there is a lot of wisdom behind keeping it in mind; it is generally considered necessary for marriage. As far as fatwas on various aspects of *Kufv* are concerned, those fatwas are not in line with the aims of *Sharīʻah* in which no criteria other than piety are included in *Kufv*, whereas in fatwas which include age, lineage, credibility in it are in accordance with the requirements of *Sharīʻah*.

Key Words: Marriage, man and woman, *Kufv*, *Sharīʻah*

رشتہ ازدواج سے منسلک ہونے کے بعد زوجین پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؛ انھوں نے ایک گھر کو تشکیل دینا ہوتا ہے۔ اگر ان کے مزاج میں ہم آہنگی نہ ہو تو نہ صرف زوجین مضطرب رہیں گے، مزاج اور فطرت کے اس تضاد کے اثرات ان کی اولاد پر بھی مرتب ہوں گے۔ اس تناظر میں یہ فطری امر معلوم ہوتا ہے کہ میاں بیوی میں مختلف حیثیتوں

*اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات، گورنمنٹ مولانا محمد ذاکر ایسوسی ایٹ کالج امین پور بنگلہ، چنیوٹ

** اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات، گورنمنٹ گریجویٹ کالج ننکانہ صاحب

*** ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامیات، یونی ورسٹی آف گجرات، گجرات

سے برابری پائی جائے، جو خاندان کو باہمی چپقلش اور تناؤ ایسی کیفیات سے محفوظ رکھے۔ اسی فطری داعیے کے پیش نظر شریعتِ اسلامیہ میں نکاح کے لیے رشتہ ازدواج میں بندھنے والے مرد اور عورت کے درمیان برابری کا لحاظ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس برابری کو شرعی اصطلاح میں کفو یا کفاءت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔کفو یا کفاءت کے معانی کی تفصیلات کے لیے کتاب وسنت، لغات اور مختلف علما وفقہا کی آرا و تعبیرات سے استشہاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ سورہ اخلاص میں لفظ کفواً[2] سے مراد مماثلت ہے؛ لسان العرب میں کفاءات سے مساوات ومماثلت مراد لیا گیا ہے؛[3] حدیث میں ہے: **المسلمون تتکافأ دماؤهم**[4] "تمام مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔" ہدایہ میں ہے: **أن یکون الرجل مساویا للمرأة فی حسبها و نسبها و دینها و سنها و غیر ذٰلک۔**[5] "مرد حسب، نسب، دین اور عمر میں عورت کے مساوی ہو۔" حاشیہ الدسوقی میں لکھا ہے: **المماثلة فی ثلاثة أمور :الحال و الدین و الحریة**[6] "کفاءت سے مراد مرد اور عورت کی تین چیزوں میں مماثلت ہے: یعنی حال، دین اور آزادی میں۔" شوافع کے مطابق: **امر یوجب عدمه عاراً۔**[7] "کفاءت ایک ایسی چیز ہے جس سے اعتناء نہ کرنے سے انسان کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔" حنابلہ کے نزدیک: **الکفاء ة هی المساواة فی أمور خمسة معتبرة : الدیانة و الصناعة و الیسار و الحریة و النسب۔**[8] "کفاءت سے مراد پانچ معتبر امور میں مساوات ہے: یعنی دین، حرفت، خوشحالی، آزادی اور نسب میں۔" زیلعی کے مطابق کفاءت سے مراد یہ ہے: **أن یصلح کل من الزوجین للآخر فی عرف المسلمین**[9] "زوجین میں سے ہر ایک مسلمانوں کے عرف کے مطابق دوسرے کے مساوی ہو۔" ان تعریفات سے واضح ہے کہ کفو یا کفاءت میں بہت سی تفصیلات ہیں اور نصوص وروایات اور علما میں ان کی تعبیرات کے حوالے سے بہت سی بحثیں پائی جاتی ہیں۔اس تناظر میں کفو کے ضمن میں اسلامی لٹریچر کے حوالے سے اس بحث کا جائزہ لے کر یہ جاننا ایک اہم علمی سرگرمی ہے کہ اس معاملے میں شریعتِ اسلامیہ کی حقیقی پوزیشن کیا ہے؟ زیر نظر سطور اسی ضمن میں ایک کوشش ہیں۔

کفاءت کی مشروعیت

---

[2] الاخلاص 112 :4۔

[3] ابن منظور افریقی، لسان العرب (بیروت: دار صادر، 1388ھ)، 117 :3۔

[4] ابو داؤد سلیمان بن اشعث، السنن (بیروت: دار صادر، س۔ن)، باب فی السریة، حدیث: 2753۔

[5] ابو محمد محمود عینی، البنایة شرح الهدایة، تحقیق: محمد عمر (بیروت: دار الفکر، 1981م)، 151:4۔

[6] احمد بن محمد دردیر، حاشیة الدسوقی (مصر: مکتبہ زہران، س۔ن)، 248:2۔

[7] شمس الدین محمد شربینی، مغنی المحتاج (مصر: مکتبة مصطفیٰ البابی الحلبی، 1958م)، 165:3۔

[8] عبدالقادر شیبانی، نیل المآرب، تحقیق: سلیمان اشقر (کویت: مکتبة الفلاح، 1983م)، 156:2۔

[9] فخر الدین عمان زیلعی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، تحقیق: احمد غرو (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س۔ن)، 28:2۔

نبی اکرم ﷺ نے کفاءت سے مکمل اعتناء فرمایا ہے مثلاً حضرت فاطمہ بنت قیسؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور ابو جہم نے مجھے پیغامِ نکاح بھیجا ہے جس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابو جہم تو عصا کندھے سے اتارتے نہیں یعنی بیوی کو بہت مارتے ہیں اور معاویہ صاحبِ مال نہیں لہٰذا تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو تو حضرت فاطمہ بنت قیسؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت اسامہ بن زید سے نکاح کر لیا تو اس میں اللہ تعالیٰ نے خیر کثیر عطا فرمایا اور مجھے اس نکاح پر رشک ہوا۔[10] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے کفاءت کا اعتبار فرمایا ہے اسی لیئے حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کو حضرت اسامہ بن زید سے نکاح کا مشورہ ان کے کفو ہونے کی ہی وجہ سے دیا۔ اسی طرح حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد خولہ بنت حکیم نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ شادی کیوں نہیں فرماتے جس پر آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کس سے ؟ تو حضرت خولہ نے عرض کی کہ چاہے تو کنواری سے اور اگر چاہو تو ثیبہ سے ۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ کے دوبارہ استفسار پر خولہؓ نے عرض کیا کہ کنواری حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ اور ثیبہ حضرت سودہ بنت زمعہؓ ہیں۔ جس پر نبی اکرم ﷺ نے حضرت خولہؓ سے فرمایا کہ دونوں کو میری طرف سے پیغامِ نکاح بھیجو۔ لہٰذا جب خولہ بنت حکیم حضرت سودہ بنت زمعہ کے والد کے پاس نبی اکرم ﷺ کا پیغامِ نکاح لے کر گئیں تو انھوں نے اپنی بیٹی حضرت سودہؓ کو بلا کر کہا: **أی بنية ان هذه تزعم أن محمد بن عبد الله قد أرسل يخطبک،و هو کف ئ کريم أتحبين أن أزوجک به۔** [11] "یہ خولہ نبت حکیم کہتی ہیں کہ انھیں محمد بن عبد اللہ نے تمھارے لیے پیغامِ نکاح کے ساتھ بھیجا ہے، وہ بہترین کفو ہیں تو کیا تو یہ پسند کرے گی کہ میں تمھارا نکاح ان سے کر دوں۔" لہٰذا شریعت اسلامیہ میں کفاءت کا مکمل اعتبار کیا گیا ہے۔

کفاءت اور مقاصدِ شریعت

نکاح میں کفاءت کے اعتبار سے نکاح کے شرعی مقاصد کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ کفاءت کی رعایت کرنے سے زوجین کے مابین باہمی محبت و الفت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے؛ اولاد کی صحیح انداز میں شرعی اور دینی تربیت ہو سکتی ہے۔ اس کا اعتبار نہ کرنے سے بہت سے شرعی مقاصد فوت ہو جاتے ہیں۔ ایسے زوجین میں سے ہر دو یا کوئی ایک ضرور ضرر اور حرج و مشقت کا شکار ہوتا ہے۔ معاشرے میں غیر کفو کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، جس سے نکاح کے فسخ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح زوجہ اور اس کے اولیا اور خاندان کو خفگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نکاح کے مقاصد میں ایک مقصد قبائل اور خاندانوں کا ایک دوسرے کے قریب آنا بھی ہے اور یہ مقصد عمر اور نسب میں کفاءت کا اعتبار کیے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسی صورت میں خاندانوں کے قریب آنے کی بجائے لڑائی اور فساد بڑھنے کا اندیشہ زیادہ ہوتا

---

[10] مالک بن انس، الموطا، حدیث نمبر: 1210۔

[11] احمد بن حنبل، مسند (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ)، حدیث نمبر: 25768۔

ہے۔[12] کفاءت کا اعتبار کرنے سے زوجین میں سے ہر ایک کو دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا احساس ہوتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کو محبت و الفت کی نظر سے دیکھتے ہیں جس سے ایک اچھا معاشرہ وجود میں آتا ہے اور عائلی زندگی کا نظام منظّم اور مستحکم ہوتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ فسخ نکاح کی صورت میں ہونے والی بدمزگی اور فساد سے بھی بچنا ممکن ہو جاتا ہے۔ نکاح کے بعد زوجین میں حصول اولاد کی خواہش ہوتی ہے جسے علماء، حفاظتِ نسل کے شرعی مقصد سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ امام غزالیؒ نکاح کے مقاصد بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: **الولد و هو الأصل و له وضع النكاح و المقصود ابقاءالنسل و أن لا يخلو العالم عن جنس الانس**[13] " حصول اولاد وہ اصل مقصد ہے جس کے لیئے نکاح مشروع ہوا اور جس کا مقصد نسل انسانی کی بقاء ہے تاکہ دنیا جنس انسان سے خالی نہ ہو۔" اسی طرح شاطبیؒ اس کی وضاحت میں مزید فرماتے ہیں: **النكاح مشروع للتناسل على المقصد الأول**[14] " نکاح کو نسل انسانی کی حفاظت کے لیے مشروع کیا گیا ہے جو کہ پہلا شرعی مقصد ہے۔"

کفاءت کا اعتبار کرنے سے شریعت کے تبعی مقاصد بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ خود کو پاکدامن رکھنا اور زوجین کے مابین باہمی محبت و الفت میں اضافہ اور خاندانوں کا نیکی کے معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون، نکاح کے تبعی شرعی مقاصد میں سے ہیں جو کفاءت کا مکمل اعتبار کرنے سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔اور یہ ایسے مقاصد ہیں جن کا رشتہ ازدواج سے منسلک ہونے سے فطرت انسانی بھی تقاضا کرتی ہے۔اس سے متعلق احمد کروم لکھتے ہیں: **و هو سر اساسی فی توجیه المقاصد و فهم ترتیب مصالح النكاح**[15] " یہ مقاصد کی توجیہ میں بنیادی راز ہے اور نکاح کے مصالح کی ترتیب میں فہم کا ذریعہ ہے۔" اگر کفاءت کا اعتبار نہ کیا جائے، خاص طور پر عمر میں عدم کفاءت کی صورت میں پاکدامن رہنے کا مقصد بعض اوقات حاصل نہیں ہوتا۔ مرداوی لکھتے ہیں: **و لعل زواج الكبير الذی فقد قوته الجنسية لا يستطيع اعفاف زوجته و احصانها**[16] " بعض اوقات بوڑھا شوہر اپنی جنسی قوت میں کمزوری کے باعث اپنی جوان زوجہ کو پاکدامن رہنے میں اس کا معاون نہیں ہو سکتا۔" حالانکہ اس مقصد کے حصول سے ہی عائلی امن وسکون اور زوجین میں محبت و مودت کا حصول ممکن ہوتا ہے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نکاح کے شرعی مقاصد کے حصول میں کفاءت کو خاصی اہمیت حاصل ہے۔ زکریا انصاری رقم طراز ہیں: **و الكفاء ة المعتبرة فی النكاح لدفع العار و الضرار و هی فی السلامة من العيوب**

---

[12] محمد بن عبد الواحد ابن ہمام، شرح فتح القدیر (بیروت: دار الفکر، طبع دوم، س-ن)، 3:182۔

[13] ابو حامد محمد غزالی، احیاء علوم الدین (بیروت: دار ابن حزم، 2005م)، 456۔

[14] ابراہیم بن موسی شاطبیؒ، الموافقات، (قاہرہ: دار ابن عفان، 1997م)، 3:139۔

[15] احمد کروم، رعایۃ النسل، مشمولہ، مجلۃ الاحیاء، رابطہ محمدیہ، رباط 2012م، عدد، 36، 205۔

[16] شمس الدین محمد مرداوی، الألفیۃ فی الآداب الشرعیۃ (بیروت: دار البشائر، 2000م)، 95۔

المثبة للخيار فی الحرية و النسب و الدين و الصلاح و الحرفة[17] "نکاح میں کفاءت کا اعتبار کرنے کا مقصد، عار اور ضرر سے بچنا ہے اور اس سے مراد ان تمام عیوب سے سلامت رہنا ہے جن سے فسخ نکاح کا حق حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آزادی، دین، نسب اور پیشہ میں بھی برابری ہے۔"

کفاءت اور منتخب فتاویٰ

کفاءت کے حوالے سے مختلف فتاویٰ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتیانِ کرام کے یہاں اس حوالے سے متعدد اختلافات ہیں۔ مثلاً فتاوی اصحاب الحدیث کے مطابق نکاح میں اصل اعتبار دین کا ہوتا ہے، باقی سب دنیاوی اور ثانوی معیار ہیں۔[18] نیز دین کی خصوصیت کے ہوتے ہوئے لڑکی والوں کو کسی اور مصلحت یا معیار کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ حقیقی مصلحت وہی ہوتی ہے جو شارع نے متعین کی ہو۔ لہٰذا کفاءت میں دین ایسی مصلحت ہے، جو خود شارع کی متعین کردہ ہے۔[19] فتاوی قاسمیہ میں کفو کی اہمیت کو اس قدر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر بھی بالغہ کے نکاح کو کفو کی وجہ سے جائز قرار دیا گیا ہے۔[20] یورپ کی مجلس افتا کے مطابق اگرچہ کفاءت میں دینداری ہی معتبر ہے، لیکن اگر اس کے علاوہ دیگر اعتبارات : حسن، مال، نسب، شرافت اور عمر وغیرہ کا عرف ہو تو مصالح کے حصول کے پیش نظر ان کو بھی کفاءت کے مسئلے میں خاطر میں لانا چاہیے۔[21] جامعہ ازہر کے فتاوی اسلامیہ کے مطابق، کفاءت دراصل عورت کا حق ہے، جس میں بعض علما نے عمر کے اعتبار کو بھی شامل کیا ہے۔ اور کفاءت کی اہمیت سے متعلق یہ رائے اختیار کی گئی ہے کہ اگر باپ اپنی بیٹی کا نکاح غیر کفو میں کر دیتا ہے تو اس وجہ سے وہ فاسق ہو جاتا ہے۔[22] کویت کی مجلس افتا کے مطابق صاحب استطاعت کے لیے نکاح سنت ہے اور اگر نکاح نہ کرنے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو نکاح کرنا واجب ہو جاتا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ اس سے آنکھ اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور جس میں نکاح کرنے کی مالی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے۔[23] اور مسلمانوں میں اصل چونکہ ان کا عادل اور صالح ہونا ہے۔ اس لیے اگر کسی کا گناہ ثابت نہ ہو تو وہ معزز، شریف اور عادل و صالح خاتون ہی ہے۔ لہٰذا نیک خاتون کے نہ ملنے کی وجہ سے نکاح ترک کر دینے کا ارادہ درست نہیں۔ عین ممکن ہے کہ نکاح کے بعد ایسی خاتون میں تقوی

[17] زکریا محمد انصاری، اسنی المطالب فی شرح روض الطالب (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2000م)، 3:138۔

[18] حافظ عبد الستار حماد، فتاوی اصحاب الحدیث (لاہور: مکتبہ اسلامیہ 2007م)، 4:314۔

[19] حماد، فتاوی اصحاب الحدیث، 4:335۔

[20] مفتی شبیر احمد قاسمی، فتاوی قاسمیہ (انڈیا: مکتبہ اشرفیہ، 1437ھ)، 13:591۔

[21] ڈاکٹر عبد اللہ جدیع، القرارات والفتاوی المجلس الاوربی (بیروت: مؤسسۃ الریان، 2013م)، ص، 128۔

[22] دار الافتاء المصریہ، فتاوی اسلامیہ (قاہرہ: دار الافتاء المصریۃ، 2010م)، 38:259۔

[23] وحدۃ البحث العلمی، الدرر البھیۃ (کویت، وزارت اوقاف، 2015م)، 8:13۔

کی نصیحت کرنے سے نیکی اور پرہیزگاری کی صفات میں اضافہ ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ پاک مردوں کے لیے پاک عورتیں اور پاک عورتوں کے لیے پاک مرد ہیں۔[24] سو ایسی صورت میں شرعی لحاظ سے نکاح کرنا ضروری ہے۔[25] نیز خاندان میں نکاح کرنے سے متعلق مجلس افتاء نے فتوی دیا کہ شرعی لحاظ سے بروئے فرمانِ باری تمام مومن بھائی بھائی ہیں،[26] اللہ کے یہاں معزز وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔[27] لہٰذا نصوص شرعیہ کی روشنی میں کسی خاندان کا اپنی عورتوں کا صرف اپنے ہی خاندان میں شادی کرنا ناجائز ہے۔[28] مجلس افتا نے مجہول النسب سے نکاح سے متعلق ایک استفتا پر فتوی صادر کیا کہ جمہور فقہا نے نسب میں کفاءت کو نکاح کے لیے شرط قرار دیا ہے، جبکہ امام مالک کے نزدیک نسب میں کفاءت ضروری نہیں۔ البتہ کفاءت، لڑکی اور اس کے ولی کا حق ہے لہٰذا اگر وہ اپنے اس حق سے دستبردار ہو جاتے ہیں تو یہ نکاح جائز ہے۔[29] نیز مجلس سے ایک لڑکی کے والد نے استفتا کیا کہ میری بیٹی کا رشتہ ایک ایسا شخص مانگ رہا ہے جو سودی بینک میں ملازمت کرتا ہے جبکہ وہ بذات خود نیک اور دیندار آدمی ہے اور اس نے غیر سودی ادارے میں ملازمت کے حصول کی کافی کوشش کی لیکن ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکا۔ تو کیا اس سے میری بیٹی کا نکاح درست ہے؟ جس پر مجلس نے فتوی دیا کہ بنیادی طور پر سودی معاملات کرنے والے بینک میں ملازمت کرنا حرام ہے کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: **لعن رسول اللہ ﷺ آکل الربوٰ و موکلہ و شاہدہ و کاتبہ**[30] "رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، اس پر گواہ بننے والے اور اسے لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔" لہٰذا اگر اس لڑکے نے متبادل کے طور پر حلال ملازمت کے حصول کی کوشش کی ہے اور وہ بار آور ثابت نہیں ہو سکی تو ایسی صورت میں ضرورت و حاجت کی بنا پر ایسی ملازمت درست ہے اور اس سے آپ کی بیٹی کا نکاح بھی درست ہے۔[31] عمر کے کفاءت میں شامل ہونے سے متعلق مجلس افتا کی یہ رائے ہے کہ عمر، کفاءت کی صفات میں شامل نہیں لہٰذا اگر ایسے نکاح میں نکاح کی صحت کی باقی تمام شرطیں موجود ہیں تو عمر کے اس تفاوت کے باوجود یہ نکاح درست ہے، کیونکہ خود نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا جبکہ ان کی عمر میں چالیس سال کا فرق تھا۔ اور یہ فعل نبی اکرم ﷺ کے ذاتی خواص کا حصہ بھی نہیں۔ لہٰذا جب منگیتر میں اخلاق حسنہ اور دین

---

[24] النور 26:24۔

[25] وحدۃ البحث العلمی، الدرر البھیۃ، 11:8۔

[26] الحجرات 10:49۔

[27] الحجرات 13:49۔

[28] وحدۃ البحث العلمی، الدرر البھیۃ، 13:8۔

[29] وحدۃ البحث العلمی، الدرر البھیۃ، 14:8۔

[30] ابو داؤد، السنن، باب فی آکل الرباء، حدیث نمبر: 3333۔

[31] وحدۃ البحث العلمی، الدرر البھیۃ، 16:8۔

داری کی خصوصیات پائی جاتی ہوں تو عمر میں کفاءت ضروری نہیں ہوتی۔اور ایسی صورت میں عورت کے ولی کے اس نکاح پر اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں بشرطیکہ وہ لڑکی خود اس نکاح پر راضی ہو۔البتہ اگر ولی اس بات پر ضد کرے تو اسے قاضی کے پاس جانے کا حق حاصل ہے، لہٰذا قاضی لڑکی کے باپ کو اس کی ولایت سے معزول کرکے خود اس کی ولی بن جائے گا اور اس نکاح کی اجازت دے گا۔ کیونکہ شرعی طور پر یہ نکاح درست ہے۔[32] نسب میں کفاءت سے متعلق سعودیہ کی لجنہ دائمہ کا یہ مؤقف ہے کہ شریعت میں کفاءت کے لحاظ سے اصل اعتبار دین میں کفاءت کا ہے نہ کہ نسب کا کہ اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہی جو زیادہ متقی ہے۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت قیسؓ جو قبیلہ قریش سے تعلق رکھتی تھیں، کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام سے کرا دیا۔[33] لہٰذا بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ نسب میں کفاءت ضروری نہیں البتہ اگر خاندانی نسب اور قبائل میں زیادہ فرق ہو مثلاً عجمی اور قریشی کا، تو لڑکی سے اجازت اور اس کی رضا نکاح کی صحت کے لیے ضروری ہے۔[34] داڑھی منڈھوانے والے اور تمباکو نوش سے نکاح میں کفاءت سے متعلق ایک استفتا کے جواب میں لجنہ نے فتویٰ دیا کہ اس کی شادی میں اس کی مدد کرنا شریعت اسلامیہ سے ثابت ہے۔اور مذکورہ عادتیں اس نکاح کے لیے مانع نہیں۔البتہ اسے نصیحت کرنی چاہیے کہ وہ ایسے کام ترک کر دے لہٰذا ممکن ہے کہ اگر آپ اس کی شادی میں اس کی معاونت کریں گے تو وہ تمباکو نوشی ترک کر دے اور داڑھی رکھنا شروع کر دے۔[35] بہرے اور احمق سے نکاح سے متعلق لجنہ نے فتویٰ دیا کہ اگر عورت ایسے رشتہ پر راضی ہو تو یہ نکاح درست ہے کیونکہ کفاءت، بنیادی طور پر عورت کا حق ہے اور اگر وہ اپنے اس حق سے دستبردار ہو جاتی ہے تو یہ نکاح جائز ہو گا۔[36] اسی طرح لجنہ سے ایک ایسی لڑکی کے نکاح سے متعلق استفتاء کیا گیا جس کے والدین کی کوئی خبر نہیں اور وہ کسی کو گری پڑی ملی ہے تو کیا اس پر لونڈی کے احکام جاری ہوں گے یا آزاد عورت کے؟ جس پر لجنہ نے فتویٰ دیا کہ ایسی لقیطہ جس کا نسب معلوم نہیں، اس کا نکاح کرانے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ صوم و صلوٰۃ کی پابند ہو تاکہ وہ پاکدامن رہ سکے۔اور یہ نکاح صحیح اور شریعت کے مطابق ہو گا اور اس پر لونڈی کے احکام جاری نہیں ہوں گے کیونکہ وہ آزاد ہے اور اس کا ولی حاکم ہو گا۔[37] سودی بینک کے ملازم سے نکاح میں کفاءت سے متعلق ایک استفتاء پر لجنہ نے فتویٰ دیا کہ سودی بینک میں ملازمت کرنے والے کو رشتہ دینا، گناہ کے کام میں اس سے تعاون کرنا ہے۔حالانکہ اللہ

---

[32] وحدۃ البحث العلمی، الدرر البھیۃ، 8: 17۔

[33] مالک بن انس، موطا (دمشق، دار القلم، 1991م)، باب، ماجاء فی نفقۃ المطلقۃ، حدیث نمبر: 1210۔

[34] لجنہ دائمہ، فتاوی (ریاض، ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء، 2005)، مجموعہ اُولیٰ، 18: 187۔

[35] لجنہ دائمہ، فتاوی، مجموعہ اُولیٰ، 18: 188۔

[36] لجنہ دائمہ، فتاوی، مجموعہ اُولیٰ، 18: 192۔

[37] لجنہ دائمہ، فتاوی، مجموعہ اُولیٰ، 18: 194۔

تعالیٰ کا فرمان ہے کہ نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو جبکہ گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔[38] لہٰذا ایسے شخص سے نکاح جائز نہیں۔[39]

اگر مذکورہ فتاوی کا آپس میں مقاصدی جائزہ لیا جائے تو کفاءت کے باب میں لجنہ دائمہ اور فتاوی اصحاب الحدیث کی بہ نسبت الدرر البھیۃ اور فتاوی قاسمیہ میں مقاصد شریعت کا اعتبار زیادہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ لجنہ دائمہ نے سودی بینک میں ملازمت کرنے والے کو نیک عورت کا کفو قرار نہیں دیا اور ایسے نکاح کو مطلّقاً ناجائز قرار دیا ہے۔ جبکہ الدرر البھیۃ میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اگر وہ ملازم ایسی ملازمت کرنے پر مجبور ہے بایں طور کہ اسے کوشش کے باوجود بھی متبادل ملازمت نہیں ملتی تو حالتِ ضرورت کے پیش نظر اس کے لیئے یہ نکاح جائز ہے اور ایسی صور میں وہ نیک عورت کا کفو قرار پائے گا۔[40]

لیکن یہ واضح رہے کہ چونکہ احوال شخصیہ کے باب میں افراد اور حالات کے بدلنے سے شرعی مسائل بدلتے رہتے ہیں۔ اگر کسی صورت میں کفاءت کا اعتبار کیے بغیر بھی شرعی مقاصد کا حصول ممکن ہو، مثلاً علم میں برابری کی بناپر عمر، نسب اور حرفت کو نظر انداز کرکے نکاح کر دیا جائے تو چونکہ اس سے عمومی طور پر شرعی مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں اس لیے ایسی صورت میں کفاءت کا اعتبار نہ کرنے سے بھی ضرر لاحق نہیں ہوتا۔[41] اس لیے علما نے اسے صحت نکاح کے لیے شرط قرار نہیں دیا۔[42]

کفاءت کی نکاح پر اثر اندازی: فقہی آرا کا جائزہ

کفاءت کی نکاح پر اثر اندازی کے حوالے سے فقہامیں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس بارے فقہاکے تین مختلف موقف ہیں: پہلی رائے کے مطابق کفاءت، نکاح کی صحت کے لیے شرط نہیں اور نہ ہی لزومِ نکاح یعنی بعد از نکاح کسی بھی جہت سے اس کی اثر اندازی ثابت ہے۔[43] اس رائے کے حامل لوگ اپنے موقف کی تائید میں دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **أنظر فانک لیس بخیر من أحمر و لا أسود الا أن تفضله بتقوى الله**[44] "دیکھو کسی کو کالے یا گورے ہونے کی وجہ سے فضیلت دینے کی بجائے تم صرف اللہ تعالیٰ سے تقوی رکھنے والے کو فضیلت دو۔" لہٰذا نکاح میں صرف تقوی کا اعتبار کر لینا کافی ہے جبکہ اس کے لیئے کفاءت کے دیگر اوصاف کا پایا جانا ضروری نہیں۔ ان کی

---

[38] المائدۃ 5:2۔

[39] لجنہ دائمہ، فتاوی، مجموعہ اُولیٰ، 18:195۔

[40] وحدۃ البحث العلمی، الدرر البھیۃ، 8:15۔

[41] شربینی، مغنی المحتاج، 3:164۔

[42] منصور بن یونس بہوتی، کشاف القناع علی متن الاقناع (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1997م)، 5:17۔

[43] علاؤالدین کاسانی، بدائع الصنائع (بیروت: دار الکتاب العربی، 1982م)، 2:465۔

[44] احمد بن حنبل، مسند، حدیث نمبر: 24407۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جسے یہ پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے دل کے ایمان کی صورت میں دیکھے تو وہ ابو ہند کو دیکھے اور اس سے نکاح کرے حالانکہ ابو ہند حجام تھے۔[45] اس سے معلوم ہوا کہ کفاءت، نکاح کی صحت کے لیے ضروری نہیں اور نہ ہی یہ نکاح کی شرط لزوم میں شامل ہے۔ دوسری رائے ان فقہاء کی ہے جو کہتے ہیں کہ کفاءت، نکاح کی صحت کے لیے شرط ہے۔ لہٰذا کفاءت کے بغیر نکاح کو درست تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اس لے کہ بعض اولیا عدم کفاءت کی صورت میں قاضی کی طرف رجوع نہیں کرتے، جبکہ ان کو اس وجہ سے ایسا رشتہ ناپسند ہوتا ہے۔ اس لیے فقہ اسلامی میں عورت کے اولیا کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کفاءت کے نہ پائے جانے کی صورت میں نکاح پر بعد از اں بھی اعتراض کر سکتے ہیں۔[46] اس رائے کے حامل فقہا دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **تخیروا لنطفکم و أنکحوا لأکفاء و انکحوا الیھم**[47] "اپنے نطفوں کے لیے اچھی بیویاں تلاش کرو اور کفو کے ساتھ نکاح کرو اور کفو کے ساتھ ہی رشتے کراؤ۔" اس حدیث میں امر کے صیغے وارد ہوئے ہیں جس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ کفاءت نکاح کی صحت کے لیے شرط ہے۔ نیز حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لا تنکحوا النساءالا الأکفاء و لا یزوجھا الا الأولیاء و لا مھر دون عشرۃ دراھم**[48] "عورتوں کے نکاح صرف ان کے کفو کے ساتھ ہی کرو اور کی شادی صرف ان کے ولی ہی کرائیں اور دس درہم سے کم کوئی مہر نہیں۔" اس حدیث میں نفی وارد ہوئی ہے اور نفی منع پر دلالت کرتی ہے اس لیے کفو کے بغیر نکاح ممنوع ہے۔ تیسری رائے ان فقہا کی ہے جو کہتے ہیں کہ نکاح کی صحت کے لیے تو کفاءت، شرط نہیں، البتہ یہ نکاح کے شرطِ لزوم کا درجہ رکھتی ہے یعنی اگر عورت غیر کفو کے ساتھ نکاح کرلے یا اس کا والد اس کی رضا کے بغیر اس کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کردے یا اس کا کوئی ولی، دوسرے اولیا کی رضا کے برعکس اس کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کردے تو ایسی صورت میں یہ نکاح تو صحیح ہوگا لیکن ان مذکورہ لوگوں کی عدم رضا کی صورت میں ان کو ایسے نکاح پر اعتراض کا حق حاصل ہوگا۔ لہٰذا عدمِ کفاءت کو بنیاد بنا کر وہ فسخ نکاح کا اس شرط کے ساتھ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ اس نکاح سے ایسی عورت کو ابھی حمل نہ ہوا ہو۔ البتہ اگر یہ لوگ اس نکاح پر اعتراض نہیں کرتے یا فسخ نکاح کا مطالبہ نہیں کرتے تو یہ نکاح لازم ہو جائے گا۔[49] اس رائے کے حامل فقہا اپنے اس مؤقف پر یہ دلائل پیش کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **تخیروا لنطفکم و لا تضعوھا الا فی الأکفاء**[50] "تمھیں تمھارے نطفوں کے بارے اختیار دیا گیا

---

[45] دارمی، السنن، حدیث: 205۔

[46] زیلعی، تبیین الحقائق، 2: 128۔

[47] ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن (بیروت، دار الفکر، س۔ن)، باب، الأکفاء، حدیث نمبر: 1968۔

[48] دار قطنی، سنن، کتاب النکاح، باب المھر، حدیث نمبر: 11۔

[49] محمد بن ادریس شافعی، الأم (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1413ھ)، 5: 13۔

[50] دار قطنی، سنن، حدیث نمبر: 198۔

ہے لہٰذا انہیں صرف اپنے کفو میں ہی رکھو۔"اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تین کاموں میں دیرمت کرو جن میں ایک یہ تھا کہ جب کسی عورت کو کفو مل جائے تو اس کی شادی میں دیر مت کرو۔[51] اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ سے کرادیا تھا۔[52] حالانکہ حضرت زینب قریش سے تعلق رکھتی تھیں۔اس سے معلوم ہوا کہ کفاءت صحت نکاح کے لیے تو ضروری نہیں البتہ اس کا تعلق لزوم نکاح سے ہے کہ عدم کفاءت کی صورت میں عورت یا اس کا ولی فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

اگر مقاصد شریعت کی روشنی میں دیکھا جائے تو کفاءت مقاصد نکاح میں شامل نہیں بلکہ رشتہ ازدواج میں دوام اور اس کے بعد زوجین میں محبت و مودت کا فروغ اور اطمینان و سکون کا حصول مقاصد نکاح میں شامل ہیں اور کفاءت ان مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔لہٰذا کفاءت چونکہ احوال شخصیہ میں سے ہے اور احوال شخصیہ کے مسائل،افراد اور حالات کے بدلنے سے بدلتے رہتے ہیں، اس لیے ان تینوں فقہی آرا میں قطعی طور پر کسی ایک کو ترجیح نہیں دی جاسکتی، کیونکہ بعض اوقات کفاءت کے اعتبار سے مقاصد نکاح حاصل ہوتے ہیں اور کبھی اس کا اعتبار نہ کرنے سے بھی مقاصد کا حصول ممکن ہوتا ہے۔مثلاً وہ عورتیں جن کے کفو کے انتظار میں بوڑھی ہونے کا خطرہ ہو یا گناہ میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو ایسی صورتوں میں ایسی عورتوں کو کفو کی تلاش کے انتظار میں بٹھانا،مقاصد شریعت کے خلاف ہے کیونکہ ایسی صورت میں کفاءت کا اعتبار کرنے سے بڑے مفسدہ اور ضرر کے لاحق ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اور مشہور فقہی قاعدہ ہے:**الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف**[53]"بڑے ضرر کو چھوٹا ضرر برداشت کرکے زائل کیا جائے گا۔"لہٰذا ایسی صورت میں کفاءت کا اعتبار نہ کرکے بڑے فساد سے بچا جائے گا۔اس لیے احوال شخصیہ کے باب میں افراد کے بدلنے سے مسائل بدلتے رہتے ہیں۔

نتیجہ بحث

کفو کا اعتبار مقاصد شریعت اور مصالح انسانی کے حصول سے مشروط ہے۔اگر مقاصدِ نکاح اس کے بغیر بھی حاصل ہو رہے ہوں تو اسے نظرانداز کرنے میں کوئی حرج نہیں۔لیکن چونکہ اکثر اوقات کفاءت کا اعتبار کرنے میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، اس لیے عمومی طور پر اسے نکاح کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔[54] جہاں تک کفو کے اعتبار کی مختلف صورتوں سے متعلق فتاویٰ کا تعلق ہے تو وہ فتاویٰ مقاصد شریعت سے ہم آہنگ نہیں، جن میں دین کے علاوہ کسی اور معیار کو کفاءت میں شامل نہیں کیا گیا،جب کہ جن فتاوی جات میں کفاءت میں عمر، نسب، خوبصورتی اور عرف کے اعتبار کو شامل کیا گیا ہے، شریعت کے تقاضوں کے مطابق ہیں۔

---

[51] علاؤالدین علی برہان فوری، کنزالعمال فی سنن الاقوال (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 1401ھ)، حدیث: 7668۔

[52] ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، تفسیر معالم التنزیل (ریاض، دار طیبہ، 1997م)، 6:358۔

[53] شیخ احمد بن محمد زرقاء، شرح القواعد الفقہیہ (دمشق: دار القلم، س-ن)، 1:116۔

[54] شمس الدین محمد رملی، نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2002م)، 6:253۔